قرآن ابدی معجزہ

علامہ شیخ محسن علی نجفی

قرآن مجید وہ کلام الٰہی ہے جسے رسول خاتم ﷺ پر ایک ابدی شریعت کے ساتھ نازل کیا گیا' قرآن ایک دائمی سعادت کی بشارت دہندہ کتاب ہے' ایک احسن نظام کے لئے اساس ہے اور انسانیت کو اس کا کھویا ہوا مقام دلانے کے لئے ایک درس انقلاب ہے۔ قرآن مجید کے لاتعداد پہلو ہیں اور ہر پہلو ایک ابدی معجزہ ہے۔

معجزہ کی تعریف

معجزہ کی تعریف میں علماء کا کہنا ہے:

ان یاتی المدعی لمنصب من المناصب الالهیة بما یخرق نوامیس الطبیعة' و یعجز عنه غیره' شاهداً علی صدق دعواه

ایک الٰہی منصب کا دعویدار اپنے دعویٰ کی تصدیق کے لئے قوانین طبیعت کو توڑ کر ایک ایسا عمل انجام دے جس سے دوسرے لوگ عاجز آ جائیں۔ (۱)

اس تعریف کے مطابق معجزہ کے لئے درج ذیل امور کا ہونا ضروری ہے ورنہ یہ معجزہ تصور نہ ہو گا۔

اولاً: الٰہی منصب کے دعویٰ رکھنے والے سے صادر ہو اور اگر کوئی شخص ایسا عمل انجام دیتا ہے جو جہالت کی وجہ سے دوسرے لوگ انجام نہیں دے سکتے۔ تو یہ معجزہ نہ ہو گا۔

ثانیاً: معجزہ کے لئے ضروری ہے کہ قوانین طبیعت کے مطابق نہ ہو کیونکہ اگر طبیعی قوانین کے مطابق کوئی عمل ہوتا ہے تو یہ معجزہ نہ ہو گا۔

ثالثاً: دوسرے لوگ اس قسم کے عمل کے انجام دینے سے عاجز ہوں۔

لہٰذا اگر کوئی شخص تجربہ اور فطری قوانین کے تحت طبیعت کو مسخر کر لے تو یہ معجزہ نہ ہو گا۔ خود قرآن

مجید نے فرمایا ہے کہ جو کچھ زمین اور آسمانوں میں ہے ان سب کو اللہ تعالیٰ نے انسان کے لئے مسخر کیا ہے۔

اَلَم تَرَوْا اَنَّ اللّٰہَ سَخَّرَ لَکُمْ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ وَ اَسْبَغَ عَلَیْکُم نِعَمَہٗ ظَاہِرَۃً وَ بَاطِنَۃً

کیا تم نے اس بات پر توجہ نہیں کی کہ اللہ نے ان سب کو تمہارے لئے مسخر کیا ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہیں اور اس نے تم پر اپنی ظاہری اور معنوی نعمتیں پوری کی ہیں۔ (۲)

معجزہ کی ضرورت

انسانی ہدایت کے لئے رسولوں کا مبعوث ہونا بھی از روئے عقل و نقل ضروری ہے اور جب تک انبیاء کے پاس اپنے دعویٰ پر شاہد کے طور پر ایک مضبوط اور ٹھوس دلیل نہ ہو لوگ اس کی نبوت و رسالت کو قبول نہیں کریں گے اور اللہ کی طرف سے اتمام حجت بھی نہیں ہو گی۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے رسالت کا اعلان فرمایا:

وَ قَالَ مُوسٰی یَا فِرْعَوْنُ اِنِّیْ رَسُوْلٌ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

موسیٰ نے فرمایا: فرعون میں رب العالمین کی طرف سے رسول ہوں۔ (۳)

تو فرعون نے دلیل مانگی

قَالَ اِنْ کُنْتَ جِئْتَ بِاٰیَۃٍ فَاْتِ بِھَا اِنْ کُنْتَ مِنَ الصّٰادِقِیْنَ

فرعون نے کہا: اگر آپ سچے ہیں تو کوئی نشانی لائے ہو تو پیش کرو۔

ظاہر ہے کہ وہ نشانی اور حجت معجزہ کے علاوہ کوئی اور چیز نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ دلیل اگر معجزہ نہیں ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ دوسرے لوگ بھی اس قسم کی دلیل پیش کر سکتے ہیں، اس طرح ہر شخص کے لئے نبوت کے دعویٰ کا دروازہ کھل جائے گا اور جب یہ دلیل صرف معجزہ پر ہی منحصر ہو جائے گی تو جھوٹے دعویٰ کرنے والوں کی قلعی بھی کھل جائے گی۔

دوسری طرف ہدایت الٰہیہ اور دعوت خدائی کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ لوگ ان عقائد و نظریات، روایات و عادات اور مذاہب و دیانات کو ترک کر دیں جو ابا" عن جد (باپ و دادا سے) انہیں وراثت میں ملی ہیں اور یہ کوئی آسان کام نہیں کہ کسی کے کہنے پر لوگ ایسا کریں۔

تیسری طرف انبیاء علیہم السلام کی طرف سے دعوت بالجبر و الاکراہ نہیں ہوتی ہے۔ "لا اکرہ فی الدین" دین میں جبر نہیں" ایسا نہیں کہ ان جدید نظریات کو طاقت کے ذریعہ لوگوں پر مسلط کیا جائے۔ "لست علیھم بمسیطر" بلکہ انبیاء کی دعوت دلیل، منطق کے ساتھ محبت اور ہمدردی پر مبنی ہوتی ہے۔

اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ

اے اللہ میری قوم کی ہدایت فرما یہ جانتے نہیں۔ (۴)

چونکہ یہ عقائد و نظریات کا مسئلہ ہے جو دلوں سے مربوط ہے' اس لئے جسموں پر تسلط حاصل کر لینے سے یہ مسئلہ حل نہیں ہوتا۔ لہٰذا انبیاء کے لئے اپنی دعوت کی سچائی کے لئے معجزہ پیش کرنا ضروری ہے۔

اعجاز دائمی قرآن

معجزے کی اہمیت و عظمت' دعویٰ کی اہمیت و عظمت سے مربوط ہے' ان دونوں میں تناسب بھی ضروری ہے' اگر دعویٰ محدود ہے تو معجزہ بھی محدود ہی ہو گا' اگر دعویٰ وقتی ہے تو معجزہ بھی وقتی ہو گا اور اگر دعویٰ ابدی ہے تو معجزہ بھی ابدی ہو گا۔ چنانچہ حضرت موسیٰ کو اپنے دور کا معجزہ دیا گیا' یعنی سحر و ساحری کا توڑ اور حضرت عیسیٰ کو اپنے زمانے کا معجزہ دیا گیا یعنی طب و علاج کا مقابلہ' کیونکہ ان دعووں میں ابدیت نہ تھی اس لئے ان کا معجزہ بھی ان کے زمانہ تک محدود تھا لیکن رسول اکرمؐ کی نبوت و رسالت ایک ابدی رسالت تھی اس لئے ان کو ایسا معجزہ دیا گیا جو کسی حد بندی میں محدود نہیں ہے۔ لہٰذا معجزہ رسول یعنی قرآن کریم افراد' زبان' مکان اور موضوع کے اعتبار سے جامع اور ابدی ہے۔

۱۔ افراد کے اعتبار سے صرف ایک قوم نہیں بلکہ ہر فرد بشر قرآن کا مخاطب ہے۔ ان کے مابین مذہب' زبان' رنگ' نسل کا کوئی امتیاز نہیں۔

"قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا"

لوگو! میں تم سب کی طرف بھیجا گیا ہوں۔ (۵)

وَ مَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ

اور اے رسول ہم نے تجھے عالمین کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ (۶)

۲۔ زبان کے اعتبار سے بھی نزول قرآن کے وقت سے لے کر قیام قیامت تک' قرآن دستور انسانیت ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

وَ أُوحِيَ إِلَيَّ هَٰذَا الْقُرْآنُ لِأُنْذِرَكُمْ بِهِ وَ مَنْ بَلَغَ

مجھے اس قرآن کی وحی ہوئی تاکہ میں تم کو اور جس تک یہ پہنچے اس کو نصیحت کروں۔ (۷)

۳۔ مکان کے اعتبار سے بھی تمام نوع انسان دعوت قرآن میں شامل ہیں۔ خواہ وہ خشکی پر ہوں یا دریا میں' فضا میں ہوں یا میں' آسمان میں ہوں یا کسی دوسرے سیارہ میں۔ ارشاد فرمایا:

وَ مَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِلنَّاسِ بَشِيرًا" وَّ نَذِيرًا" وَّلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ

ہم نے تم کو تمام لوگوں کو بشارت دینے والا اور تنبیہہ کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔ مگر اکثر لوگ نہیں جانتے۔ (۸)

۴۔ موضوع کے اعتبار سے قرآن حیات انسانی کے تمام شعبوں کے لئے ایک جامع نظام حیات عطا کرتا ہے۔

وَ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِكُلِّ شَيْءٍ

ہم نے تجھ پر ایک ایسی کتاب نازل فرمائی جس میں ہر شے کا واضح بیان موجود ہے۔ (۹)

لٰہذا جہاں رسول اکرمؐ نے ایک جامع اور ابدی دین لانے کا دعویٰ کیا ہے وہاں اسی سے مناسب ایک جامع اور ابدی معجزہ بھی درکار ہے اور وہ معجزہ قرآن ہے۔

قرآن کا چیلنج

قرآن کے زندہ اور ابدی معجزہ ہونے پر اس سے واضح اور بین ثبوت کیا پیش کیا جا سکتا ہے کہ قرآن کے چیلنج کی آواز پندرہ صدیوں سے علم و ادب اور فکر و نظر کی وسیع فضاؤں میں گونج رہی ہے اور آج تک دنیا کا کوئی نابغہ روزگار، کوئی ہیرو، کوئی منکر یا کوئی قوم اس چیلنج کے سامنے ایک لمحہ کے لئے ٹھہرتی ہوئی نظر نہیں آئی، قرآن مجید نے اس چیلنج کو بار بار اور مختلف صورتوں میں دھرایا ہے۔

فَلْيَأْتُوا بِحَدِيثٍ مِثْلِهِ إِنْ كَانُوا صَادِقِينَ

اگر وہ سچ کہتے ہیں تو وہ بھی اسی قسم کا کلام لے آئیں۔ (۱۱)

ایسی دس سورتیں بنا لاؤ۔

قُلْ فَأْتُوا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِثْلِهِ مُفْتَرَيَاتٍ

یہ لوگ کہتے ہیں کہ اس شخص (تم) نے اس (قرآن) کو اپنی طرف سے گھڑ لیا ہے تو تم ان سے کہہ دو (اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو تو زیادہ نہیں۔) ایسی ہی دس سورتیں اپنی طرف سے گھڑ کے لے آؤ۔ (۱۲)

صرف ایک سورہ ہی بنا لاؤ

أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ قُلْ فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِثْلِهِ

آیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ اس قرآن کو رسول نے خود جھوٹ موٹ بنا کر خدا سے منسوب کر لیا ہے تو پس اے رسول ان سے کہہ دو کہ اس کی مانند صرف ایک ہی سورت لے آؤ۔ (۱۳)

کسی چیلنج میں غیر مبہم لفظوں میں بڑی وضاحت کے ساتھ اس سے زیادہ اور کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

چیلنج کا رخ

نہایت قابل توجہ بات یہ ہے کہ قرآن کا چیلنج کسی ایک وقت، ایک صنف، ایک جماعت، ایک علاقہ، ایک زمانے کے افراد کو نہیں ہے بلکہ یہ چیلنج ایک ابدی اور لازوال چیلنج ہے جس کی گونج قیام قیامت تک باقی رہے گی اور بنی نوع انسان کے تمام افراد اس میں شامل ہیں بلکہ قرآن میں اس بات کی صراحت موجود ہے کہ اگر تم انفرادی طور پر اس قرآن کا مقابلہ نہیں کر سکتے ہو تو بے شک اجتماعی کوشش کرو اور اللہ کو چھوڑ کر دوسرے تمام لوگوں سے مدد لو، ارشاد فرمایا:

وَادْعُوا شُهَدَاءَ كُمْ مِنْ دُونِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ

اور خدا کو چھوڑ کر اپنے گواہوں کو بھی (اس کام کے لئے) دعوت دو اگر تم سچے ہو۔ (۱۵)

دوسری جگہ ارشاد فرمایا کہ اگر تمام انسانوں سے نہیں ہو سکتا تو بے شک اس میں جنوں کو بھی شامل کر کے دیکھو۔

قُلْ لَئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰى اَنْ يَاْتُوا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُونَ بِمِثْلِهِ وَ لَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيراً

کہہ دیجئے (اے رسول) اگر تمام انسان اور جنات اس بات کے لئے جمع ہو جائیں کہ وہ ایسا قرآن بنا لائیں تو بھی وہ ایسا نہ لا سکیں گے خواہ وہ (اپنی تمام تر قوتوں کے مجتمع کر کے) ایک دوسرے کے مدد گار بھی بن جائیں۔ (۱۶)

اس چیلنج کے لئے کوئی تاریخ اور وقت معین نہیں ہے بلکہ ایک کھلا چیلنج ہے اور اس کی آواز ہر زمانے کی فضا میں گونجتی رہی ہے اور گونجتی رہے گی۔

قرآن کا علمی چیلنج

قرآن کا علمی اعتبار سے یہ چیلنج ہے کہ اس میں ہر شے کا شافی بیان موجود ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

وَ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَاناً لِكُلِّ شَيْءٍ

ہم نے ایسی کتاب تم پر اتاری ہے جو ہر چیز کو واضح کرتی ہے۔ (۱۷)

نیز ارشاد فرمایا:

وَلَا رَطْبٍ وَلَا يَابِسٍ اِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ

اور نہ کوئی خشک اور نہ ہی کوئی تر چیز وجود رکھتی ہے مگر یہ کہ وہ واضح کتاب میں ثابت ہے۔ (۱۸)

قرآن کا رسالتی چیلنج

قرآن نے خود حضرت رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی صفات کے حوالے سے بھی چیلنج کیا ہے کہ حضرت محمد ﷺ جو خود اپنی قوم میں زندگی گزارتے رہے ہیں، آپؐ نے کسی کے سامنے زانوئے تلمذ تہ نہیں کیا، مکہ کے معاشرے میں کوئی علم اور عالم موجود نہ تھا، بلکہ پورا حجاز نہ کبھی علمی مرکز رہا، نہ تمدن کا گہوارہ، اس کے باوجود ایک ایسا جامع نظام حیات پیش کرنا جس کی نظیر پیش کرنے سے نہ صرف اس زمانے کے لوگ عاجز رہے ہیں بلکہ آج تک کوئی ایسا نظام پیش نہ کر سکا اور نہ ہی اس کے لائے ہوئے نظام میں کوئی نقص ثابت کر سکا۔ اس چیلنج کو قرآن مجید نے ان الفاظ کے ساتھ بیان کیا ہے۔

قُلْ لَوْ شَاءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهُ عَلَيْكُمْ وَ لَا اَدْرٰكُمْ بِهِ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُراً مِنْ قَبْلِهِ اَفَلَا تَعْقِلُونَ

کہہ دو اگر خدا چاہتا تو میں تم پر آیات کی تلاوت نہ کرتا اور تمہیں ان سے آگاہ نہ

کرتا کیونکہ میں نے مدتوں اس سے پہلے تمہارے درمیان زندگی گزاری ہے۔ کیا تم سمجھتے نہیں ہو؟ (۱۹)

چنانچہ چالیس سال آپ نے اس قوم میں زندگی گزاری اور اس عرصہ میں نہ کوئی شعر کہا نہ خطبہ دیا اور نہ کوئی اور غیر معمولی ہنر دکھایا' دفعتاً" ایک ایسا جامع نظام حیات پیش کر دیا جس کی مثال پیش کرنے سے پوری انسانیت عاجز ہے۔

قرآن کا تنظیمی چیلنج

رسول کریم نے یہ قرآن ۲۳ سال کی مدت میں پیش کیا' اس عرصہ میں آپ مختلف حالات سے گزرے' مکی زندگی میں ظلم و تشدد کا مقابلہ کیا' محرومیت اور فاقہ کشیوں سے دوچار رہے۔ ایک مدت تک شعب ابی طالب میں پوری دنیا سے منقطع ہو کر زندگی گزاری۔

مدنی زندگی میں قدرے بہتر مگر مختلف جنگوں سے دوچار رہے' ان مختلف حالات میں اگر حضرت محمد ﷺ صرف انسانی اور بشری اعتبار سے قانون دے رہے ہوتے تو یقیناً" اس طویل عرصہ میں دئے جانے والے قانون کی مختلف شقوں میں اختلاف اور تضاد پایا جاتا۔ اس چیلنج کو قرآن مجید نے ان الفاظ میں پیش فرمایا ہے:

"اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْآنَ وَلَوْ کَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰہِ لَوَجَدُوْا فِیْہِ اخْتِلَافاً کَثِیْرا"

کیا وہ قرآن میں غور و فکر نہیں کرتے کہ اگر وہ غیر خدا کی طرف سے ہوتا تو اس میں وہ بہت سے اختلافات پاتے۔ (۲۰)

بلاغت قرآن

قرآن کی فصاحت و بلاغت کے لئے اتنی سی بات کافی ہے کہ آج تک کوئی اس جیسا ایک سورہ پیش نہ کر سکا' جبکہ قرآن عربی میں ہے اور عربی زبان الفاظ کی سلاست اور معانی کی جزالت کے اعتبار سے دنیا کی تمام زبانوں میں سب سے غنی زبان ہے نیز فصاحت و بلاغت کے میدان میں عربوں میں شہسواروں کی بھی کوئی کمی نہ تھی اور ساتھ فرصت کی بھی کوئی کمی نہ تھی اور اس کے باوجود ایک چھوٹا سا سورہ بنانے سے یہ سب لوگ عاجز آ گئے' اس کے وجہ یہ ہے کہ ایک لفظ کی جگہ بدلنے سے نہ صرف آیت کے معنی درہم برہم ہو جاتے ہیں بلکہ اس کا طرز اور کلام کی روح کلام بھی بدل جاتی ہے اور یہی کلام خدا ہونے اور معجزہ ہونے کا معیار ہے۔ چونکہ غیر اللہ کے کلام میں ایک لفظ کی جگہ دوسرا لفظ آنے سے عین ممکن ہے کہ کلام کی فصاحت اور بلاغت میں اضافہ ہو اور طرز کلام اور وزن کے ساتھ روح کلام بھی متاثر نہ ہو لیکن کلام خدا میں ایسا ممکن نہیں ہے۔ چنانچہ ایک شخص نے سورہ حمد کا مقابلہ کرنے کی لا حاصل کوشش کی۔ اس نے الحمد للہ میں اللہ کی جگہ الرحمن رکھ دیا اور کہا الحمد للرحمٰن اور العالمین کی جگہ الاکوان رکھ دیا اور کہا رب الاکوان اور یوم الدین کی جگہ الدیان رکھ دیا اور کہا ملک الدیان اور مجموعاً" یہ عبارت بنائی۔

جبکہ لفظ "اللہ" اسم ذات ہے جو تمام اوصاف کا مجموعہ ہے، لہٰذا "حمد" کی نسبت ذات کی طرف ہوتی ہے جس میں تمام اوصاف موجود ہیں، نہ ایک صفت کی طرف۔ لفظ "رب" کی اضافت "عالمین" کی جگہ "الاکوان" کی طرف درست نہیں ہے کیونکہ اکوان کون کی جمع ہے اور کون وجود و حدوث پر دلالت کرتا ہے، وجود حدوث کی طرف لفظ خلق کی اضافت درست ہے یعنی خالق الاکوان کہنا تو درست ہو سکتا ہے لیکن رب الاکوان درست نہیں ہے، جبکہ عالمین کی طرف رب کی نسبت میں اسرار و رموز ہیں جو ہمارے دائرہ بیان سے خارج ہیں۔ (۲۱)

حوالہ جات

۱۔ البیان فی تفسیر القرآن ۲۔ لقمان، ۲۰ ۳۔ الاعراف، ۱۰۴

۴۔ کفار قریش کی طرف سے ایذا رسانی کے موقع پر یہ جملے ارشاد فرمائے تھے۔

۵۔ الاعراف، ۱۵۸ ۶۔ الانبیاء ۱۰۷ ۷۔ الانعام، ۱۹

۸۔ سباء، ۲۸ ۹۔ نحل، ۸۹ ۱۰۔ الانعام، ۳۸

۱۱۔ الطور، ۳۴ ۱۲۔ ھود، ۱۳ ۱۳۔ یونس، ۳۸

۱۴۔ بقرہ، ۲۳ ۱۵۔ بقرہ، ۲۳ ۱۶۔ بنی اسرائیل، ۸۸

۱۷۔ النحل، ۸۹ ۱۸۔ الانعام، ۵۹ ۱۹۔ یونس، ۱۶

۲۰۔ النساء، ۸۱ ۲۱۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو (البیان فی تفسیر القرآن)

توحید

زندہ قوت تھی جہاں میں یہی توحید کبھی
آج کیا ہے؟ فقط اک مسئلہ علم کلام!

روشن اس ضَو سے اگر ظلمت کردار نہ ہو
خود مسلماں سے ہے پوشیدہ مسلماں کا مقام!

میں نے اے میرِ سپہ تیری سپہ دیکھی ہے
قُلْ ھُوَ اللہ کی شمشیر سے خالی ہیں نیام!

آہ! اس راز سے واقف ہے نہ مُلّا نہ فقیہ
وحدت افکار کی بے وحدتِ کردار ہے خام!

قوم کیا چیز ہے، قوموں کی امامت کیا ہے
اس کو کیا سمجھیں یہ بیچارے دو رکعت کے امام!

علامہ اقبالؒ

کلیات اقبال اردو ص ۴۸۷